جماعت اہل سنت کے "نشان امتیاز" مسلک اعلیٰ حضرت پر عظیم تحقیقی فتویٰ

ڈھائی سو سے زائد علما و مشائخ ہند کی تائیدات سے مزین بنام

مسلک اعلیٰ حضرت کہنا کیسا





از

مفتی محمد اختر حسین قادری

جماعت اہلسنت کے نشانِ امتیاز "مسلکِ اعلیٰ حضرت" پر عظیم تحقیقی فتویٰ
ڈھائی سو سے زائد علما و مشائخ ہند کی تائیدات سے مزین بہ نام

مسلک اعلیٰ حضرت کہنا کیسا؟



از

مفتی محمد اختر حسین قادری

دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی یوپی

مقدمہ

از مفتی محمد شمشاد حسین رضوی بدایوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اصل میں ایک عظیم فتویٰ ہے جو مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید وحمایت میں لکھا گیا ہے۔ حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قبلہ لائق صد مبارکباد ہیں کہ انہوں نے یہ فتویٰ لکھ کر وقت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کیا اور دینی و منصبی ذمے داریوں کا حق ادا کر دیا۔ نفسیاتی طور پر انہیں مسرت وشادمانی حاصل ہوئی ہوگی اور ان کے دل سے یہ آواز آئی ہوگی کہ:

ع: شادم کہ من کارے کردم

یہ وہ کارنامہ ہے جسے رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جا سکتا اور میں بھی اس بات پر خوش ہوں کہ مجھے مسلک اعلیٰ حضرت کی حمایت میں جاری کردہ فتویٔ حق پر ''پیش لفظ'' لکھنے کا موقع ملا۔ یہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کا فیضانِ کرم ہے یا پھر ان کی نگاہِ ناز کی کرشمہ سازی ہے۔ بہت سے علمائے کرام و مشائخ عظام نے اس فتویٰ کی تائید فرمائی ہے۔ تائید کرنے والوں میں ایک دو نہیں بلکہ سینکڑوں متدین علمائے کرام و مشائخ عظام ہیں جو آوازِ حق بلند کرنے میں حضرت مفتی اختر حسین قادری کے شانہ بشانہ ہیں۔

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر\
لوگ ساتھ آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

یہ صرف ایک فتویٰ نہیں بلکہ اہلسنّت کے لیے ایک دستاویزی منشور ہے جو رہتی دنیا تک تاریک راہوں میں بھٹکنے والوں کو حق وصداقت کا پتہ دیتا رہے گا۔ مسلک اعلیٰ حضرت سے چڑھنے والوں کے منہ چڑھاتا رہے گا۔ یہ مولانا مفتی اختر حسین قادری کے دل سے نکلی وہ صدائے دلنواز ہے جو رفعت وبلندی پر جا پہنچی اور شرفِ قبولیت سے مشرف ہوگئی۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

جماعت اہلسنّت کے بہت سے مفتیانِ عظام نے مذکورہ سوالوں کے جواب مرحمت فرمائے جو نہایت ہی مدلل، مبرہن اور محقق ہیں۔ ہر ایک دارالافتاء کا یہی جواب ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح جائز ودرست ہے۔ اسے غلط قرار دینے کی کوئی بھی وجہ شرعی نہیں۔ جو لوگ اس کی مخالفت کر رہے ہیں وہ اہلسنّت کے بدخواہ ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ مسمیات کے ناموں، علامتوں کی مخالفت بعینہٖ مسمیان کی مخالفت ہے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ مدلل اور تحقیقی جواب حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب قبلہ کا تھا اس لیے اسے کتابی شکل میں لانے کا فیصلہ کیا گیا، جو آپ کے ہاتھوں کی زینت ہے۔

اہم نکات

یہ جواب کوئی سادہ جواب نہیں ہے بلکہ معتبر حوالوں سے مزین ہے اور نہایت ہی تفصیلی جواب ہے۔ قرآنِ مقدس، تفسیر بیضاوی، تفسیر نسفی، شرح عقائد، حاشیہ شرح عقائد، فتاویٰ رضویہ، رسائل ابن عابدین، بہارِ شریعت اور فتاویٰ فقیہ ملت جیسی معتبر کتابوں کی عبارتوں سے اس فتویٰ میں استدلال کیا گیا ہے۔ جو

جواب ایسی معرکتہ الآرا کتابوں کے حوالوں سے مزین ہو اس کا کیا کہنا؟ اہلِ علم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اس پر غور کرنا چاہیے، یہی انصاف کا تقاضا ہے۔

اس فتویٰ مبارکہ کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مفتی اختر حسین صاحب فقہیات میں کافی درک رکھتے ہیں، زوردار استدلال کے مالک ہیں اور فتویٰ نویسی کی مکمل توانائی سے ان کی شخصیت باوقار نظر آتی ہے۔ اس وقت ضرورت ہے ایسے ہی بے باک اور نڈر مفتیانِ عظام کی جو عوام وخواص کی ذہن سازی شریعت کی رو سے کریں۔ جو افراد اہلِ زمانہ کے مزاج و سیرت کا لحاظ رکھتے ہیں اور جدید تقاضوں کے پیش نظر اعلیٰ حضرت کے موقف سے انحراف کرتے ہیں، انہیں اہلِ علم کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔

حضرت مولانا مفتی اختر حسین صاحب اس اعتبار سے سراہنے کے لائق ہیں کہ اس سلگتے ماحول اور دورِ آتش فشاں میں بھی ایسی تحقیق انیق پیش فرمائی کہ جام نور دہلی اور اس کے حامیوں کے تمام نظریوں کی دھجیاں بکھر کر رہ گئیں۔ کوئی قیادت کی ذمے داری نبھائے تو ایسے دور میں نبھائے جب اہلِ علم اپنی زبانوں پر قفل لگائے بیٹھے ہوں۔ یوں تو قیادت کے دعوے دار بہت ہیں، مگر اصل میں قائد وہ ہے جو ہر ماحول میں اپنے منصبی تقاضوں کو پورا کرے۔

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری کے فتویٰ کو دستوری حیثیت دی جائے، اس لیے کہ پانچ سو سے زائد علمائے کرام، مشائخ عظام اور مفتیانِ ذوی الاحترام نے اس فتویٰ کی تائید و تصدیق کر کے مسلک اعلیٰ حضرت پر اجماع فرما دیا ہے اور جام نور دہلی کے بے حقیقت دعوؤں کو فتنہ و شر انگیز قرار دے دیا ہے۔ اب عوام وخواص کہ ذمے داری بنتی ہے کہ وہ فتویٰ کو اپنے عمل کا حصہ بنائیں۔

اسی پر میں اپنی بات ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ پروردگار عالم اس مبارک فتوی کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد شمشاد حسین رضوی

صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم، گھنٹہ گھر، بدایوں

یکم ربیع الاول ۱۴۳۰ھ بروز سہ شنبہ

بوقت ۱/۲، ۸/ بجے شام

☆☆☆



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ سے متعلق کہ دہلی سے ایک رسالہ نکلتا ہے جس میں وقفے وقفے سے کبھی مسلماتِ اہلسنّت پر، کبھی معمولاتِ اہلسنّت پر، کبھی بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت پر اور کبھی خود اعلیٰ حضرت پر تنقیدی مضامین یا پیراگراف ہوتے ہیں۔ اس سوال نامے کے ساتھ ماہ اکتوبر ۲۰۰۷ء شمارہ میں شامل مضمون ''دعوت وتبلیغ کی راہیں مسدود کیوں؟'' کی مکمل زیراکس کاپی حاضر ہے۔ اس مضمون سے جو چند خدشات اُبھر کے سامنے آرہے ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) مسلک اعلیٰ حضرت بولنا، لکھنا، اس کا نعرہ لگوانا اور مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل کرنا درست ہے یا نہیں۔

(۲) ''مسلک اہلسنّت وجماعت کو وہابیہ نے اعلیٰ حضرت کی طرف منسوب کردیا اور ہمارے خطباء نے مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ لگوا کر اس کی تصدیق کردی۔'' ایسا کہنے والے لکھنے والے، اور ایسی تحریک چلانے والے کے لیے حکم شرعی کیا ہے؟

(۳) ہندوپاک کے مختلف بلادوامصار میں جو سیکڑوں ادارے مسلک اعلیٰ حضرت کے ضابطے کے تحت چل رہے ہیں، ان اداروں کا مسلک اعلیٰ حضرت کا پابند ہونا درست ہے یا نہیں؟

(۴) آج بھی بہت ساری مساجد اور بہت سارے مدارس میں مسلک اعلیٰ حضرت کا بورڈ آویزاں ہے، اراکین مساجد ومدارس کے لیے اس طرح

کا بورڈ لگوانا شارع علیہ السلام کی شریعت کی روشنی میں کیسا ہے؟

(۵) مسلک اعلیٰ حضرت کو جو غلط اصطلاح قرار دے اس کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟

(٦) ہمارے اکابرین، مثلاً حضور اشرفی میاں، حضور صدرالافاضل، علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی، صدرالشریعہ، شیر بیشۂ اہلسنّت، حضور سید العلماء، حضور احسن العلماء، پاسبانِ ملت، علامہ ارشد القادری علیہم الرحمۃ نے مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل کیا اور بالالتزام نعرہ لگوایا اور اس پر اپنے مریدین و معتقدین کو سختی کے ساتھ عمل کرنے کی تلقین کی۔ ان اکابرین کا ایسا کرنا درست تھا یا نہیں۔ اور آج اگر کوئی اسے غلط کہہ رہا ہے تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

بعض مساجد میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ یہ سنی مسجد ہے۔ دیوبندیہ، وہابیہ اس سے یہ فائدہ اٹھاتے ہیں کہ اپنے آپ کو قسمیہ سُنّی کہہ کر مصلیٰ امامت پر بیٹھ جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا کر مسجد پر قابض ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں افرادِ اہلسنّت امتیاز کے لیے مسلک اعلیٰ حضرت کا استعمال کرتے ہیں تو ان کا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: محمد رحمت اللہ صدیقی (مانخورد، ممبئی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللهم هداية الحق والصواب الجواب بعون الملك الوهاب۔

(۱) کسی شئے کا اسم اور نام اس شئے کے لیے علامت و پہچان اور سبب امتیاز ہوا کرتا ہے۔ علامہ قاضی ناصر الدین بیضاوی قدس سرہٗ لفظ اسم کے تعلق سے تحریر فرماتے ہیں: واشتقاقه من السمو لانه رفعة للمسمى وشعارله (نوار التنزيل واسرار التاويل ،ص:۴) یعنی لفظ اسم سمو سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ اپنے مسمّٰی کی رفعت و بلندی کا سبب اور اس کے لیے علامت و پہچان ہوتا ہے اسی حکمت و مصلحت کے پیش نظر اشخاص وافراد اور تحریکات و مذاہب الگ الگ ناموں سے موسوم ہوتے ہیں۔ دنیا میں مختلف ادیان و مذاہب اور افکار و نظریات کے ماننے والے پائے جاتے ہیں، ان سب سے منفرد و ممتاز کرنے کے لیے اللہ جل مجدہ نے مذہب اسلام کے ماننے والوں کا نام ''مسلمان'' رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ (سورۃ الحج، ۷۸) یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اس آیت کریمہ کے تحت علامہ ابوالبرکات نسفی علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں ای الله سماكم بهذا الاسم الاكرم (تفسیر نسفی ۱۰۳/۳) یعنی اللہ نے تمہارا یہ مبارک نام رکھا۔ ایسے مبارک و محترم نام کے بعد دین حق کے متبعین کو کسی اور نام کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟

مگر اہلِ علم پر یہ حقیقت مثل آفتاب واضح ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کے

عہد مبارک میں جب مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنے والے کچھ لوگوں نے اسلامی عقائد و مسلمات کے خلاف نئے عقائد و نظریات کو پیش کیا تو اہلِ حق اور مذہب اسلام کے سچے متبعین نے ان نام نہاد مسلمانوں سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لیے اپنا نام اہلسنّت و جماعت رکھا، اپنے کو اہلسنّت و جماعت سے مشہور کیا اور باطل عقائد و نظریات کے حامل اس طبقے کو ''معتزلہ'' کا نام دیا۔ چنانچہ شرح عقائد نسفی میں ہے:

ومعظم خلافياته مع الفرق الاسلامية خصوصاً المعتزلة لانهم اوّل فرقة اسسواقواعد الخلاف لماردبه ظاهر السنة وجرى عليه جماعة الصحابة رضوان عليهم اجمعين فى باب العقائد۔ (۲۶)

فرقۂ معتزلہ کا رد وابطال بے شمار جلیل القدر علماء دین اور ائمۂ شرع متین نے فرمایا مگر ان میں سب سے زیادہ تردید حضرت سید ابوالحسن اشعری اور حضرت سیدنا ابومنصور ماتریدی علیہم الرحمۃ نے فرمائی اور اس تردید وابطال کے سلسلے میں خود ان دونوں بزرگوں کے مابین چند فروعی معتقدات میں اختلاف رونما ہوگیا تو حضرت ابوالحسن اشعری کے متبعین اشاعرہ اور حضرت ابومنصور ماتریدی کے متبعین ماتریدیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ حاشیہ شرح عقائد میں ہے:

اهل السنة والجماعة اه وهم الاشاعرة وهذا هو المشهور فى ديار خراسان والعراق ، والشام، واماكن الاقطار وفى ديار ماوراء النهر، اهل السنة والجماعة هم الماتريدية اصحاب ابى منصور الماتريدى ١ ھ (ص۶)

حضور صدر الشریعۃ علامہ علامہ امجد اعظمی قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہیں خود

اہلسنّت میں دو گروہ ہیں۔ ماتریدیہ کے امام علم الہدیٰ حضرت ابومنصور ماتریدی رضی اللہ عنہ کے متبع ہوئے اور اشاعرہ کہ حضرت امام شیخ ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے تابع ہیں۔ یہ دونوں جماعتیں اہلسنّت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں، آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے۔ (بہارِ شریعت، ج:۱،ص:۵۴) پھر جب ائمہؑ مجتہدین نے اجتہاد واستنباط کا عظیم الشان کارنامہ انجام دیا تو ائمہؑ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متبعین ان کے اسمائے گرامی کی طرف منسوب ہوکر حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کہلائے اور جب ایک عرصے کے بعد ان ائمہؑ کرام پر طعن وتشنیع کرنے اوران کے اجتہادات کا انکار کرنے والے بنام اہلِ حدیث پیدا ہوئے تو اہلسنّت و جماعت کے لیے مقلدین اوراس گمراہ فرقے کے لیے غیر مقلدین کی اصطلاح رائج ہوئی، جیسا کہ اربابِ علم ودانش پر مکمل واضح ہے۔

حضرت بحرالعلوم مفتی عبدالمنان اعظمی دام ظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں: یہ شروع سے ہوتا آیا ہے کہ باطل نے جب جب حق میں آمیزش کی کوشش کی ہے تو حق کو باطل سے ممتاز کرنے کے لیے کسی شخص، یا اشخاص یا اعمال کو حق کی علامت قرار دیا گیا اور مسلک ومذہب کو ان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ ابتدا سے آج تک جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گا۔ (مجلہ پیغام رضا،ص:۱۴۱، مارچ ۲۰۰۷ء)

اس تفصیل سے چند امور واضح ومنکشف ہوئے، اوّل یہ کہ نام علامت پہچان اور امتیاز کے لیے ہوتا ہے۔ دوم یہ کہ علامت وپہچان میں تغیر وتبدل ہوجاتا ہے۔ سوم یہ کہ مذہب اسلام کے ماننے والوں کا اصل قرآنی نام مسلمان ہے مگر جب کچھ نام نہاد مسلمانوں نے بنام اسلام باطل عقائد پھیلانا شروع کیا الگ نام ہوا اور سچے مسلمانوں کا بھی بطورِ امتیاز اہلسنّت وجماعت نام رکھا گیا۔ چہارم یہ کہ کسی فرقہ، جماعت، مذہب اور تحریک وغیرہ سے ممتاز کرنے کے لیے کسی عام لفظ کا

استعمال درست ہے جیسا کہ لفظ اہلِ سنت و جماعت کا استعمال ہوتا ہے اور کسی شخصیت کے نام، لقب، خطاب وغیرہ کی جانب انتساب کرتے ہوئے خاص لفظ کا استعمال بھی جائز و درست ہے جیسا کہ اشعری اور ماتریدی، یونہی۔ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کا استعمال ہوتا ہے۔

ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے تیرہویں اور چودہویں صدی ہجری میں برصغیر کی مذہبی حالت کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اس دور میں وہابی، دیوبندی، ندوی اور تبلیغی فرقے وجود میں آئے اور بڑے عیاری سے اپنے کفری عقائد کو مسلمانوں میں پھیلانا شروع کر دیا اور مذہب حق اہلسنّت و جماعت کا لبادہ اوڑھ کر اپنے باطل افکار و نظریات کی اشاعت میں لگ گئے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر ہزاروں علمائے اہلسنّت و جماعت نے ان کا تعاقب کیا۔ ان کے باطل عقائد کا ردو ابطال فرمایا مگر ان علمائے کرام میں سیدنا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددِ دین و ملت امام اہلسنّت امام احمد رضا محمدی حنفی قادری برکاتی محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت شدت سے ان باطل فرقوں کا رد فرمایا اور مذہب حق اہلسنّت و جماعت کے عقائد و معمولات کو کتاب و سنت کے دلائل سے مبرہن کیا اور ہزاروں صفحات پر مشتمل کتب و رسائل تصنیف فرما کر اولیائے کرام اور سلف صالحین کے عقائد حقہ اور معمولاتِ صادقہ کی حفاظت و صیانت فرمائی جیسا کہ آپ کی مبارک تصانیف مثلاً حسام الحرمین، فتاوی الحرمین، الدولة المكية، الكوكبة الشهابية، سبحن السبوح، تمهيد ايمان، النهى الاكيد، ازالة العار، الامن والعلى، تجلى اليقن، سلطنت المصطفى، خالص الاعتقاد، الصمصام، ردالرفضه، الجراز الديانى، نفى الفئى، الزبدة الزكية، شمائم العنبر، المحجة الموتمنه، دوام

العیش، الفضل الموھبی، اورفتاویٰ رضویہ وغیرہ اس پر شاہد عدل ہیں۔اس لیے عالم اسلام کے جلیل القدر علمائے کرام اور مشائخ عظام نے مذہب اہلسنّت وجماعت کوآپ کی جانب منسوب کرتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت سے تعبیر فرمایا اور نام نہاد اہلسنّت یعنی وہابی دیوبندی وغیرہ باطل فرقوں سے امتیاز کے لیے اسے رائج کیا، جواب عرفِ عام میں مسلک اہلسنّت کا ہم معنی ہے۔لہٰذا اس کا بولنا لکھنا، اس کا نعرہ لگوانا بلاشبہ جائز ودرست ہے اور چونکہ یہ لفظ مذہب اہلسنّت وجماعت کے معنی میں ہے اس لیے مسلک اعلیٰ حضرت پر عمل کرنا تمام مسلمانوں پر لازم۔

محقق عصر حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی صدر شعبۂ افتا جامعہ اشرفیہ مبارکپور لکھتے ہیں: ''الحاصل اعلیٰ حضرت کا لفظ سنّیت کی شناخت ہے، پہچان ہے، عرف عام میں اہلسنّت کا مترادف ہے، اس لیے مسلک اعلیٰ حضرت کا معنی ہے مسلک اہلسنّت جس کا اطلاق بلاشبہ جائز ہے۔'' (ماہنامہ اشرفیہ، ص:۸، جولائی ۲۰۰۳ء)

البتہ اتنی بات ضرور دھیان میں رکھی جائے کہ جہاں کے عرف میں لفظ مسلک اعلیٰ حضرت مذہب اہلسنّت وجماعت کے معنی میں رائج ہوا اور لوگ اسے مذہب اہلسنّت کی شناخت کے طور پر بولتے اور جانتے ہوں وہیں بولا جائے کہ عرف کا حکم یہی ہے چنانچہ عرف کی بحث کرتے ہوئے خاتم المحققین علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہٗ السامی رقم طراز ہیں:

لافرق بینھما ھنا الامن جھة ان العرف العام یثبت به الحکم العام والعرف الخاص یثبت به الحکم الخاص۔

یعنی میں کہتا ہوں ان دونوں کے درمیان یہاں کوئی فرق نہیں ہے الا یہ کہ عرف عام سے حکم عام ثابت ہوتا ہے اور عرف خاص سے حکم خاص ثابت ہوتا ہے۔(رسائل ابن عابدین، ص:۱۳۰، ج:۲، رسالہ نشر العرف)

آج دنیا کے مختلف خطوں میں اہلسنّت و جماعت اور وہابیہ و دیابنہ کے مابین بالکل ہندوپاک کی طرح شدید جنگ ہو رہی ہے اور علمائے حق وہابیوں سے نبرد آزما ہیں اور الگ الگ خطوں میں الگ الگ ناموں سے دونوں جماعتیں جانی جاتی ہیں۔ مثلاً کشمیر کے بعض علاقوں میں اہلسنّت کی پہچان لفظ اعتقادی سے اور وہابیت کی پہچان جماعتی وغیرہ سے ہے۔ عرب شریف کے بعض بلاد میں اہلسنّت کی شناخت صوفی اور اہلِ توھب کی وہابیت سے ہے۔ چنانچہ راقم الحروف ایک مرتبہ جامعہ صمدیہ، پھپھوند شریف، ضلع اٹاوہ یوپی جشن صد سالہ حضور حافظ بخاری میں شرکت کرنے گیا تو مصر سے تشریف لائے ہوئے عالم دین عزت مآب شیخ عبدالباسط بخاری دام مجدہ سے ایک طویل گفتگو ہوئی جس میں انہوں نے سنّی اور وہابی کی مذکورہ بالا پہچان بتائی۔ یونہی دیگر بلاد و امصار کو سمجھا جائے، حاصل کلام یہ کہ جہاں کے عرف میں جو لفظ بطور شناخت کے رائج ہو وہاں عندالضرورت وہی بولا جائے۔ چونکہ برصغیر کے اکثر علاقوں میں لفظ مسلک اعلیٰ حضرت اہلسنّت و جماعت کے مترادف ہو کر مستعمل ہے اور اب یہاں کے عرف میں یہی لفظ سچے سنّی ہونے کی پہچان ہے۔ اس لیے اس کا اطلاق واستعمال صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے: ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی وھو تعالیٰ اعلم۔

(۲) فقیر کی معلومات کے مطابق لفظ مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح وہابیہ نے نہیں دی بلکہ اجلہ علمائے اہلسنّت نے استعمال کیا البتہ اس لفظ کا استہزا اور مخالفت تحریری شکل میں اولاً مولوی خلیل احمد بجنوری بدایونی نے کی۔ چنانچہ آنجناب لکھتے ہیں کہ حالات سے ثابت ہوا کہ ان متبعین اعلیٰ حضرت بریلوی کا مقصد صرف اعلیٰ حضرت کے وقار کو اونچا کرنا ہے۔ احکام شریعت سے ان کو کچھ کام نہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت زندہ باد کے

نعرے لگوائے جاتے ہیں۔ ان سے پوچھا جائے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کیا مذہب امام اعظم سے الگ اور جدا ہے۔ (انکشافِ حق، ص:۳۳)

پھر موصوف کی اتباع میں بعض دیگر حضرات نے وہی بولی بولنی شروع کردی جو مولوی خلیل اور مولوی ظفر ادیبی جیسے لوگوں نے کہی تھی اور اب اس لفظ سے چڑھنے والے یا تو صلح کلیت وگمراہیت کا شکار ہیں یا حسد وجلن جیسے موذی مرض میں مبتلا ہیں۔ فقیہ ملت حضرت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہٗ کی تصدیق سے مزین ایک فتویٰ میں ہے کہ اس زمانہ میں مسلک اعلیٰ حضرت ہی کہنا ضروری ہوگا اور اس سے روکنے والا بدمذہب ہوگا یا حاسد۔

(فتاوی فقیہ ملت، ج:۲، ص:۴۳۰)

محقق عصر حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی مصباحی صاحب لکھتے ہیں ہمارے جو بھائی کسی ذاتی رنجش اور باہمی چپقلش کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی شان گھٹانے میں لگے ہوئے ہیں تھوڑی دیر کے لیے خالی الذہن ہوکر ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ بدمذہبوں سے امتیاز کے لیے کون سا جامع اور مختصر لفظ انتخاب کیا جائے؟ ہمیں یقین ہے کہ وہ اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ مسلک اعلیٰ حضرت کے لفظ سے زیادہ موزوں کوئی لفظ نہیں کیونکہ سنیت کا شعار یہی لفظ ہے۔ اہلسنّت کی شناخت یہی کلمہ ہے۔ بدمذہبوں سے امتیاز اسی کا خاصہ ہے بلکہ حق یہ ہے کہ تمام اہلسنّت کا اس پر اتفاق تھا۔ چند برس پہلے باہمی اختلاف کے نتیجے میں کچھ کرم فرماؤں نے اسے سوالیہ نشان بنانے کی کوشش کی جو بے دلیل ہونے کی وجہ سے سابقہ اتفاق میں رخنہ انداز نہیں ہوسکتا۔ (ماہنامہ اشرفیہ، ص:۹، جولائی ۲۰۰۳ء)

مذکورہ تفصیل سے یہ امر واضح ہوگیا کہ لفظ مسلک اعلیٰ حضرت وہابیہ و دیابنہ کا دیا ہوا نہیں، جو اسے وہابیہ کا دیا لفظ کہے وہ یا تو جاہل اور علم وتحقیق سے نابلد

ہے یا صلح کلی ہے یا پھر وہ حسد اور بغض وکینہ میں مبتلا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) جب یہ حقیقت مسلم ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی آج کے عرف میں مسلک اہلسنّت وجماعت ہے تو مسلمانوں پر لازم ہے کہ اسی کے پابند رہیں اور اسی کے مطابق اپنے اداروں کو چلائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۴) چونکہ وہابی، دیوبندی بھی خود کو سنّی اور اہلسنّت سے بتاتے ہیں اور اپنے مولویوں کو علمائے اہلسنّت، امام اہلسنّت وغیرہ لکھتے ہیں اور مساجد ومدارس پر اہلسنّت کا بورڈ آویزاں کرتے ہیں اس لیے بطور امتیاز مسلک اعلیٰ حضرت کا بورڈ لگانا جائز ودرست ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۵) مسلک اعلیٰ حضرت کی اصطلاح کو غلط قرار دینے والا یا تو صلح کلی ہے یا مداہن فی الدین ہے یا پھر حاسد ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے وہی حکم ہے جو مسلک اہلسنّت وجماعت کی اصطلاح کو غلط قرار دینے والوں کا ہے۔ جو لوگ اس اصطلاح کو غلط قرار دے رہے ہیں ان سے کوئی تعجب نہیں ہے کہ کل حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کی اصطلاح کو بھی یہ کہہ کر غلط قرار دے دیں کہ ان الفاظ سے اختلاف وانتشار کی بو آتی ہے اور مسلمانوں کے ایک پڑھے لکھے طبقے کو اس پر اعتراض ہے۔ پھر اور ترقی کرکے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب قرآن نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے تو اسی سے ہماری شناخت ہوجاتی ہے۔ لفظ اہلسنّت وجماعت بولنے سے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ کا پتہ چلتا ہے لہٰذا مصلحت کا تقاضا ہے کہ اب صرف مسلمان کہا جائے اور بس۔ پھر اور آگے بڑھ کر یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جب خالق کائنات جل جلالہ نے ہمیں انسان بنایا ہے تو صرف ہمیں خود کو انسان ہی کہنا چاہئے کیونکہ اسلام زندہ باد اور مسلمان زندہ باد کا نعرہ

لگانے سے دنیا کے بے شمار لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے اور پھر مسلمانوں کو لوگ کٹر پنتھی بھی کہنے لگے ہیں تو حکمت و مصلحت کا تقاضا ہے کہ اب صرف انسان کہا جائے، مسلمان کا لفظ استعمال کرنا بند کردیں۔ لاحول و لا قوۃ الا باللہ العظیم مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو عقل سلیم عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) فقیر کو یہ تو نہیں معلوم ہے کہ اکابر اہلسنّت نے بالالتزام اس کا نعرہ لگوایا البتہ مسلک اعلیٰ حضرت پر وہ خود قائم رہے اور اس پر قائم رہنے کی تلقین فرمائی اور پھر علمائے اہلسنّت اور عوام اہلسنّت کا استعمال اور آج تک اس کا رائج رہنا اور اس پر کاربند رہنا سب اس کے جواز کی دلیل ہے۔ حدیث پاک ہے۔ ماراٰی المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن یعنی جسے عامۃ المسلمین اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، ۳۷۹/۱) واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہٗ

محمد اختر حسین قادری

خادم افتاو درس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی (یوپی)
قاضی شرع ضلع سنت کبیر نگر (یوپی)
ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

تائیداتِ اکابرین اہلسنّت

(۱) تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی اختر رضا خاں صاحب ازہری دامت برکاتہم القدسیہ بریلی شریف قاضی القضاۃ فی الہند

(۲) محدث کبیر حضرت علامہ ومولانا ضیاء المصطفےٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نائب قاضی القضاۃ فی الہند۔

(۳) حضرت علامہ ومولانا سبحان رضا خاں صاحب سبحانی میاں سجادہ نشین بریلی شریف

(۴) حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب علیہ الرحمہ

(۵) حضرت علامہ مولانا اعجاز احمد صاحب بسڈیلہ

(۶) حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم اللہ خاں صاحب

(۷) حضرت علامہ مولانا مفتی شبیر حسن صاحب

(۸) حضرت علامہ مولانا مفتی سید شاہد علی صاحب رامپور

(۹) حضرت علامہ مولانا مفتی اشفاق حسین نعیمی مفتی اعظم راجستھان

(۱۰) حضرت علامہ مولانا مفتی عاشق الرحمٰن صاحب الہٰ آباد

(۱۱) حضرت علامہ مولانا مفتی قدرت اللہ صاحب

(۱۲) حضرت علامہ مولانا مفتی انوار علی صاحب مفتی اعظم کرناٹک

(۱۳) حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ایوب صاحب جامعہ نعیمیہ مرادآباد

(۱۴) حضرت علامہ مولانا مفتی حفیظ اللہ صاحب بلرامپور

(۱۵) حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی اشرفی رامپور

(۱۶) حضرت علامہ مولانا مفتی محمود احمد رفاقتی مظفرپور

★ تائیدات علمائے بریلی شریف
★ تائیدات علمائے فیض آباد
★ تائیدات علمائے بلرام پور
★ تائیدات علمائے بمبئی
★ تائیدات علمائے راجستھان
★ تائیدات علمائے بنارس
★ تائیدات علمائے الٰہ آباد
★ تائیدات علمائے اڑیسہ
★ تائیدات علمائے کلیان
★ تائیدات علمائے بستی
★ تائیدات علمائے بدایوں شریف
★ تائیدات علمائے پیلی بھیت شریف
★ تائیدات علمائے مرادآباد
★ تائیدات علمائے سنت کبیر نگر
★ تائیدات علمائے ناگپور
★ تائیدات علمائے گھوسی
★ تائیدات علمائے بہار
★ تائیدات علمائے غازی پور
★ تائیدات علمائے رائے پور
★ تائیدات علمائے سلطان پور
★ تائیدات علمائے مختلف بلادوامصار
★ تائیدات علمائے کانپور

نوٹ: علماء کرام کی تائیدات کی مکمل تفصیل کتاب ''امتیاز اہلسنت'' میں دیکھیں۔

ملنے کا پتہ: رضادارالمطالعہ، پوکھریرا ضلع سیتامڑھی (بہار)